تاجور نمبر

الحمدللہ! کہ آج آپ کے سامنے پکچر تاجور نمبر کی صورت میں حاضر ہے۔علامہ تاجور مرحوم کی وفات کے بعد کتنے ہی جرائد نے تاجور نمبر نکالنے کا اعلام کیا۔
لیکن مقام افسوس ہے کہ اعلان کرنے والا کوئی جریدہ بھی اپنا وعدہ پورا نہ کر سکا۔

علامہ تاجور مرحوم میرے استاد تھے۔میرے مشفق تھے۔میرے بزرگ تھے اُن کی وفات کا صدمہ جتنا اُن کی اولاد کو ہوا اتنا ہی مجھے بھی ہوا میں اگر فلمسازی میں مصرف نہ ہوتا تو اب تک نہ جانے کتنے تاجور نمبر پیش کر چکا ہوتا۔ایک امنگ تھی۔ایک ارمان تھا کہ استادِ محترم کی یاد میں مکچر کا ایک ایسا نمبر نکالا جائے جو نہ صرف اُن کے مداحوں کی نگارشات پر مشتمل ہو بلکہ علامہ جاجور مرحوم کے نادرو نایاب نظم ونثر کا ذخیرہ بھی اس نمبر میں موجود ہوتا کہ نظم و نثر میں اُن کی نکتہ آفرینی محفوظ ہو جائے۔

جب بھی اپنے اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کر مصرفیت آڑے آجاتی۔یوں بھی ایک مدت سے عملی طور پر صحافت سے دُور جا چکا ہوں۔اب تو کیفیت یہ ہے کہ پکچر کو چھپنے کے بعد بھی پوری طرح دیکھ نہیں پاتا۔اِن حالات میں یہ کام قریب قریب ناممکن تھا۔اتفاق سے ایک روز برادرم سیّد نظر زیدی تشریف لائے۔باتوں باتوں میں استادِ محترم علاّمہ تاجور مرحوم کا ذکر چل نکلا۔معاً مجھے خیال آیا کہ نظر زیدی صاحب میری اس آرزو کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں۔جو ایک مدت سے میں اپنے دل میں لئے ہوئے ہوں چنانچہ میں نے زیدے صاحب سے ذکر کیا تو اُن کی آنکھوں میں خوشی کی چمک دوڑ گئی اور انہوں نے فوراً ہی ہاں کہہ دی چنانچہ اُسی وقت پروگرام مترب کیا گیا اور تاجور نمبر نکالنے کا اعلان کر دیا گیا۔

مجھے نہیں معلوم زیدی صاحب کو یہ نمبر مرتب کرنے میں کتنی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے اور وہ کتنی دشواریوں سے دو چار ہوئے ہیں لیکن اتنا اندازہ ضروری ہے کہ مضامین اور مواد کی فراہمی میں انہیں خاصی تگ ودو کرنا پڑی ہے اور توقع کے مطابق وقت پر مضامین نہ ملنے کے باعث ہی تاجور نمبر مقررہ تاریخ پر شایع نہیں ہو سکا تاہم زیدی صاحب نے کسی مرحلے پر ہمت نہیں ہاری اور وہ مسلسل اس کام میں مصروف رہے۔

میرے نزدیک زیدی صاحب کی محنت اور ہمت کی داد نہ دینا بے انصافی ہے اگر وہ پوری توجہ سے یہ نمبر مرتب نہ کرتے تو شاید میری آرزو تشنۂ تکمیل رہ جاتی میں زیدی صاحب کے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں کہ انہوں نے تاجور نمبر مرتب کر کے حقِ شاگردی ادا کیا ہے۔

میں استادِ محترم علاّمہ تاجور کے متعلق لکھنا تو بہت کچھ چاہتا ہوں لیکن افسوس کہ مصروفیت آڑے آتی ہے علاّمہ تاجور مرحوم ایک شاعر انشا پرواز اور نقاد ہی نہیں تھے۔اُن کی ذات اُردو کا ایک ادارہ تھی۔انہوں نے کتنے ادیب کتنے شاعر اور کتنے نقاد پیدا کیئے ہیں اس کا صحیح اندازہ تو وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو انصاف کی نظروں سے دیکھنے کے عادی ہیں یہ ٹریجیڈی علاّمہ مرحوم کی زندگی میں بھی تھی کہ اُن کی ذات سے استفادہ حاصل کرنے والے اعتراف کرنے میں بُخل سے کام لیتے تھے اور اُن کی وفات کے بعد تو اکثر لوگوں نے کھلم کھلا یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم علامہ تاجور کے شاگرد نہیں تھے۔حالانکہ یہ کہنے والوں میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جو علامہ تاجور کی زندگی میں اُن کی ذات سے ہمیشہ فائدہ اُٹھاتے رہے ہیں۔بہر حال ان باتوں سے علاّمہ تاجور کی عظیم شخصیت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔اُن کی علمیت اور قابلیت کسی نہ کسی رنگ میں آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گی۔علاّمہ مرحوم نے ان لوگوں کی بے رُخی کو اپنی زندگی میں محسوس تو ضرور کیا ہے لیکن مرنے کے بعد انہیں اس سے کیا واسطہ؟ افسوس ناک بات صرف یہ ہے کہ وہ عظیم انسان جو نظم و نثر کا بادشاہ تھا۔اُس قدر افزائی سے محروم رہا جس کا وہ مستحق تھا۔کتنے لوگ ہیں جنہیں یہ خیال آیا کہ علاّمہ تاجور کی شاعری یا انشا پردازی کو محفوظ رکھا جائے۔؟

کاش! علاّمہ تاجور نے اپنی زندگی میں یہ سوچا ہوتا کہ اُن کا کلام یا اُن کی نثر کتابی صورت میں شائع ہوا نہوں نے بہت لکھا۔بہت شعر کہے لیکن یہ سرمایہ محفوظ نہ رہ سکا۔زیدی صاحب نے ہمت کر کے پکچر کے صفحات میں جو ذخیرہ جمع کر دیا ہے اگر اس کی بھی حفاظت کر لی جائے تو بڑی بات ہے۔

شباب کیرانوی

شباب کیرانوی غالباً علاّ مہ تاؔجور کے سب سے آخری شاگرد ہیں ۔لیکن استادِ محترم سے عقیدت اور خلوص میں انہوں نے اوّلیت کا درجہ حاصل کرلیا ہے۔علاّ مہ اپنے شانوں سے نالاں رہے، اُن کی تحریروں میں یہ شکایت فریاد کی حد تک ہے، کیونکہ ان حضرات میں اکثر نے انہیں شدید صدمے پہنچائے لیکن اگر وہ آج زندہ ہوتے تو دیکھتے نسلِ انسانی سعید روحوں سے محروم نہیں ہوگئی۔ جہاں انہیں ایسے بد باطن لوگوں سے واسطہ پڑا جنہوں نے اُن کی مہربانیوں کا بدلا بے وفائیوں سے دیا وہیں ایسے شریف طبع شاگرد بھی اُن کے دامن سے وابستہ ہوئے جو اُن کی وفات کے بعد بھی اُن کی ذات سے اظہارِ عقیدت کو اپنی زندگی کا قیمتی سرمایہ جانتے ہیں؟

Source:
Shahkaar Research Hub Archives